از عدالت عظمیٰ

گردیو سنگھ سدھو

بنام

ریاست پنجاب و دیگر

[پی۔بی۔گجیندر گڈکر،سی۔جے۔،کے۔این۔وانچو،ایم۔ہدایت اللہ اور این۔راجگو پالا آیانگر،جسٹسز۔]

سرکاری ملازم-لازمی ریٹائرمنٹ-آئینی جواز-اگر اور جب برخاستگی یا ملازمت سے ہٹایا جائے-پیپسو سروسز ریگولیشنز جلد 1،جیسا کہ آئین کے آرٹیکل 309 کے تحت گورنر کی طرف سے جاری کردہ نوٹیفکیشن کے ذریعے ترمیم کی گئی ہے-آئین ہند، آرٹیکل 311(2)۔

درخواست گزار کو 1942 میں سابقہ پٹیالہ ریاست میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس مقرر کیا گیا تھا۔1948 میں پٹیالہ اور مشرقی پنجاب ریاستوں کے قیام پر انہیں پیپسو پولیس سروس میں شامل کیا گیا۔انہیں 1950 میں پیپسو کے راجپرمکھ نے پولیس سپرنٹنڈنٹ کے عہدے پر ترقی دی تھی۔25 مارچ 1963 کو، مدعا علیہ نمبر 2، انسپکٹر جنرل آف پولیس اور حکومت پنجاب کے جوائنٹ سکریٹری نے درخواست گزار کو پیپسو سروسز ریگولیشن کے آرٹیکل 9.1 کی دوسری شق کے تحت نوٹس جاری کیا جس میں گورنر نے 19 جنوری 1960 کے اپنے نوٹیفکیشن کے ذریعے ترمیم کی تھی، تاکہ اس کی وجہ ظاہر کی

جا سکے کہ اسے لازمی طور پر ریٹائر کیوں نہیں کیا جانا چاہیے۔ درخواست گزار نے مذکورہ نوٹس کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دینے کے لیے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس عدالت کا رخ کیا کہ مذکورہ پروویسو آئین کے آرٹیکل 311 (2) کی خلاف ورزی کی وجہ سے غیر موثر اور غیر فعال تھا اور اس نے موتی رام ڈیکا بمقابلہ جنرل منیجر، نارتھ ایسٹ فرنٹیئر ریلوے، اے آئی آر 1964 ایس سی 600 میں اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کیا۔ مذکورہ شق حسب ذیل تھی:-

"**** کہ حکومت کسی بھی سرکاری ملازم کو بغیر کوئی وجہ بتائے دس سال کی کوالیفائنگ سروس مکمل کرنے کے بعد ریٹائر کرنے کا مکمل حق رکھتی ہے اور اس وجہ سے خصوصی معاوضے کا دعوی کرنے پر غور کیا جائے گا۔ اس حق کا استعمال اس وقت کے علاوہ نہیں کیا جائے گا جب کسی سرکاری ملازم کی مزید خدمات جیسے کہ نا اہلی، بے ایمانی، بدعنوانی یا بدنام طرز عمل کی وجہ سے اسے عوامی مفاد میں دیا جائے۔

منعقد: لازمی ریٹائرمنٹ کے مقصد کے لیے کم از کم دس سال کی خدمت کا تعین کرنے میں پیپسو سروسز ریگولیشن کے آرٹیکل 9.1 نے آئین کے آرٹیکل 311 (2) کی خلاف ورزی کی ہے اور اسے ختم کیا جانا چاہیے۔

آرٹیکل 311 (2) کے ذریعہ فراہم کردہ تحفظ کے صرف دو جائز مستثنیات یہ تھے:-

(1) جہاں ایک مستقل سرکاری ملازم کو اس بنیاد پر ریٹائر ہونے کے لیے کہا گیا تھا کہ وہ ریٹائرمنٹ کی عمر تک پہنچ چکا ہے جو معقول طور پر طے شدہ تھی۔

(2) کہ وہ ان قواعد کے تحت لازمی طور پر ریٹائرڈ تھا جس میں ریٹائرمنٹ کی معمول کی عمر مقرر کی گئی تھی اور معقول حد تک طویل مدت کی اہل خدمت کی حمایت کی گئی تھی جس کے بعد لازمی ریٹائرمنٹ درست ہو سکتی ہے۔

پہلا آرٹیکل 311(2) کے معنی میں برخاستگی یا ملازمت سے ہٹانے کے مترادف نہیں ہوگا اور دوسرا اس عدالت کے فیصلوں کے طویل سلسلے میں لیے گئے نقطہ نظر سے جائز ہوگا۔

کسی ریاست کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ لازمی ریٹائرمنٹ کا اختیار اپنے لیے محفوظ رکھے اور ایک قاعدہ وضع کرے جس میں ریٹائرمنٹ کی مناسب عمر مقرر کی گئی ہو تاکہ دوسرے کو یہ اختیار دیا جا سکے کہ وہ کسی مستقل سرکاری ملازم کو اس کی دس سال کی خدمت کے اختتام پر لازمی طور پر ریٹائر کر سکتا ہے، کیونکہ یہ قاعدہ آئین کے آرٹیکل 311 (2) سے باہر نہیں آ سکتا۔

موتی رام ڈیکا وغیرہ بمقابلہ جنرل منیجر، نارتھ ایسٹ فرنٹیئر ریلوے وغیرہ۔ اے۔ آئی۔ آر۔ 1964 ایس۔ سی۔ 600، نے شیام لال بمقابلہ ریاست یو۔ پی اور یونین آف انڈیا، [1955] 1 ایس۔ سی۔ آر۔ 26 اور ریاست بمبئی بمقابلہ سوبھاگ چند ایم۔ دوشی، [1958] ایس۔ سی۔ آر۔ 571 کا حوالہ دیا۔

اس فیصلے کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہیے کہ موجودہ جیسی عرضی آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت مجاز تھی۔

اصل حداختیار:1963 کی تحریری درخواست نمبر200۔بنیادی حقوق کے نفاذ کے لیے ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواست۔

درخواست گزار کی طرف سے کے پی بھنڈاری اور آر گوپال کرشنن۔

جواب دہندگان کی طرف سے ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل ایس وی گپتے، گوپال سنگھ اور آر این سچتے۔

یکم 1 اپریل 1964۔عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

گجیند رگڈکر، سی جے-یہ عرضی جو درخواست گزار ایس گوردیو سنگھ سدھو نے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت دائر کی ہے، پیپسو سروسز ریگولیشنز، جلد 1 کے آرٹیکل 9(1) کے جواز کو چیلنج کرتی ہے، جیسا کہ پنجاب کے گورنر نے 19 جنوری 1960 کو آئین کے آرٹیکل 309 کی شق کے ذریعے انہیں دیے گئے اختیارات اور اس سلسلے میں انہیں اختیار دینے والے دیگر تمام اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے جاری کردہ نوٹیفکیشن کے ذریعے ترمیم کی تھی۔درخواست گزار کی دلیل یہ ہے کہ مذکورہ آرٹیکل آرٹیکل 311 کے ذریعے یونین یا ریاست کے تحت سول شہروں میں ملازمت کرنے والے افراد کو دی گئی آئینی حق کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

درخواست گزار کو 4 فروری 1942 کو پٹیالہ کے عزت مآب مہاراجہ ادھیراج نے سابقہ پٹیالہ ریاست میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس مقرر کیا تھا۔ان کی ملازمت کی شرائط پٹیالہ اسٹیٹ سروس ریگولیشنز کے تحت چلتی تھیں جو پٹیالہ ریاست کے

حکمران نے جاری کی تھیں جو متعلقہ وقت میں ریاست کی خود مختار مقنّنہ تھی۔ بعد میں، درخواست گزار کو 1947 میں پنجاب میں پریکٹیکل ڈسٹرکٹ ٹریننگ کورسز سے گزرنے کے بعد باقاعدہ خالی ہونے کی صورت میں عہدے پر تصدیق کر دی گئی۔ 20 اگست 1948 کو پٹیالہ اور مشرقی پنجاب ریاستی یونین کے قیام پر، درخواست گزار کو پیپسو پولیس سروس میں ضم کر دیا گیا۔ مقررہ وقت کے بعد، انہیں فروری 1950 میں سابقہ ریاست پیپسو کے عزت مآب راج پرموکھ نے پولیس سپرنٹنڈنٹ کے عہدے پر ترقی دی۔

25 مارچ 1963 کو، مدعا علیہ نمبر 2 ایس گورڈیال سنگھ، انسپکٹر جنرل آف پولیس اور حکومت پنجاب کے جوائنٹ سکریٹری نے درخواست گزار کے خلاف ایک نوٹس جاری کیا جس میں پیپسو سروسز ریگولیشنز کے آرٹیکل 9.1 کی دوسری شق کے تحت کارروائی کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا تاکہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ اسے لازمی طور پر ریٹائر کیوں نہیں کیا جانا چاہیے۔ درخواست گزار کا الزام ہے کہ آرٹیکل 9.1 کی دوسری شق جس کے تحت اس کے خلاف مذکورہ نوٹس جاری کیا گیا ہے، غلط ہے، اور اس لیے اس نے آرٹیکل 32 کے تحت اس نوٹس کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دینے کے لیے اس عدالت کا رخ کیا ہے کہ جس آرٹیکل پر یہ مبنی ہے وہ خود ہی غیر فعال اور غیر فعال ہے۔ مدعا علیہ نمبر 1، ریاست پنجاب، اور مدعا علیہ نمبر 2 نے اپنے جوابی حلف نامے کے ذریعے درخواست گزار کی اس دلیل کی تردید کی ہے کہ اعتراض شدہ آرٹیکل 9.1 آئینی طور پر غلط ہے اور انہوں نے درخواست گزار کے خلاف مدعا علیہ نمبر 2 کے جاری کردہ نوٹس کو کالعدم قرار دینے کے اس کے دعوے کی مزاحمت کی ہے۔ اس طرح موجودہ درخواست میں ہمارے فیصلے کے لیے جو واحد نقطہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا اعتراض شدہ آرٹیکل کو آئینی طور پر غلط دکھایا گیا ہے۔

اس نکتے سے نمٹنے سے پہلے مذکورہ مضمون کو پڑھنا ضروری ہے:-

''مذکورہ ضابطوں کے آرٹیکل 9.1 کی شق (1) کی پہلی شق کے بعد درج ذیل کو شامل کیا جائے گا:

(ii)"بشرطیکہ حکومت کسی بھی سرکاری ملازم کو اس کے دس سال مکمل کرنے کے بعد بغیر کوئی وجہ بتائے ریٹائر کرنے کا مکمل حق رکھتی ہے اور اس وجہ سے خصوصی معاوضے کا کوئی دعویٰ نہیں کیا جائے گا۔ اس حق کا استعمال اس وقت کے علاوہ نہیں کیا جائے گا جب کسی سرکاری ملازم کی مزید خدمات جیسے کہ نااہلی، بے ایمانی، بدعنوانی یا بدنام طرز عمل کی وجہ سے اسے عوامی مفاد میں دیا جائے۔ اس طرح یہ قاعدہ استعمال کے لیے ہے:

(a) کسی ایسے سرکاری ملازم کے خلاف جس کی کارکردگی خراب ہے لیکن جس کے خلاف نااہلی کے باضابطہ الزامات لگانا مطلوب نہیں ہے یا جس نے مکمل طور پر موثر ہونا چھوڑ دیا ہے، (یعنی جب کسی سرکاری ملازم کی قدر واضح طور پر اس کی تنخواہ سے مطابقت نہیں رکھتی ہے جو وہ حاصل کرتا ہے) لیکن اس حد تک نہیں کہ رحم دلانہ الاؤنس پر اس کی ریٹائرمنٹ کی ضمانت دے۔

اس شرط کو مالی ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کا ارادہ نہیں ہے، یعنی اس شرط کو صرف سرکاری ملازمین کے معاملے میں استعمال کیا جانا چاہیے جنہیں مالی بنیادوں کے برخلاف ذاتی طور پر برقرار رکھنے کے لیے نااہل سمجھا جاتا ہے۔

(b) ایسے معاملات میں جہاں بدعنوانی، بے ایمانی یا بدنام طرز عمل کی ساکھ واضح طور پر قائم ہے حالانکہ پنجاب سول سروسز سزا اور اپیل کے قواعد کے تحت کوئی خاص مثال

ثابت ہونے کا امکان نہیں ہے) جلد I، حصہ II کا ضمیمہ 24 یا سرکاری ملازمین (1850 کا انکوائری ایکٹ XXXVII)۔

اس شرط میں استعمال ہونے والے لفظ 'حکومت' کو سول سروسز (سزا اور اپیل) 'قواعد' کے تحت متعلقہ سرکاری ملازم کو ملازمت سے ہٹانے کا اختیار ظاہر کرنے کا معقول موقع دیا جانا چاہیے۔

(iii) مزید بشرطیکہ سرکاری ملازم کو اصول کے تحت مجوزہ کارروائی کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کا معقول موقع دیا جائے۔ تاہم، کوئی بھی گزٹیڈ سرکاری ملازم وزرا کی کونسل کی منظوری کے بغیر ریٹائر نہیں ہوگا۔ ریاستی خدمات سے تعلق رکھنے والے گزٹیڈ سرکاری ملازمین کی لازمی ریٹائرمنٹ کے تمام معاملات میں، پبلک سروس کمیشن: مشورہ دیا جائے گا۔ غیر گزٹیڈ سرکاری ملازمین کے معاملے میں محکموں کے سربراہوں کو ریاستی حکومت کی سابقہ منظوری کے ساتھ اس طرح کی ریٹائرمنٹ نافذ کرنی چاہیے۔

یہ آرٹیکل واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ سرکاری ملازمین سے نمٹنے کے لیے مدعا علیہ نمبر 1 کے پاس موجود مطلق حق کو ان کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے اگر مدعا علیہ نمبر 1 کو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ سرکاری ملازمین نااہلی، بے ایمانی، بدعنوانی یا بدنام طرز عمل کا شکار ہیں۔ یہ بھی واضح ہے کہ پیپسو سروسز ریگولیشنز میں ترمیم کرنے کی ایک وجہ مدعا علیہ نمبر 1 کو اس طرح سے دیے گئے اختیارات کا استعمال کرنا تھا جہاں مدعا علیہ نمبر 1 کے اطمینان کے لیے بدعنوانی، بے ایمانی یا بدنام طرز عمل کی ساکھ قائم کی جا سکتی ہے حالانکہ پنجاب سول سروسز (سزا اور اپیل) رولز کے تحت کوئی خاص مثال ثابت ہونے کا امکان نہیں ہے۔ یہ اختیار اسی طرح ان صورتوں میں استعمال کے لیے تھا جہاں سرکاری ملازم کی

نااہلی اس حد تک نہ ہو کہ رحم دلانہ الاؤنس پر اس کی ریٹائرمنٹ کی ضمانت دے۔ترمیم شدہ آرٹیکل کی طرف سے فراہم کردہ واحد تحفظ یہ ہے کہ اس کی طرف سے دی گئی طاقت کو مالی بنیادوں پر استعمال کرنے پر غور نہیں کیا گیا تھا۔جن بنیادوں پر مذکورہ اختیار کو استعمال کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا وہ تمام اس سرکاری ملازم کی ذاتی بنیاد تھی جس کے خلاف مذکورہ اختیار کا استعمال کیا گیا تھا۔

درخواست گزار کی طرف سے مسٹر بھنڈاری کا دعوی ہے کہ اس عرضی میں درخواست گزار کی طرف سے اٹھایا گیا نقطہ، درحقیقت، موتی رام ڈیکا وغیرہ بمقابلہ جنرل منیجر، نارتھ ایسٹ فرنٹیئر ریل وے، (1) وغیرہ میں اس عدالت کے حالیہ فیصلے سے اخذ کیا گیا ہے۔ان کی دلیل یہ ہے کہ اس معاملے میں اکثریت کے فیصلے کا رجحان واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ متنازعہ قاعدہ آئین کے آرٹیکل 311(2) سے مطابقت نہیں رکھتا ہے، اور اس طرح اسے کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔اس لیے ہے۔مذکورہ فیصلے کے اثرات کا مختصر جائزہ لینا ضروری ہے۔

اس معاملے میں، اس عدالت سے کہا گیا تھا کہ وہ ریلوے رولز کے رولز 148(3) اور 149(3) کے جواز پر غور کرے۔یہ قواعد متعلقہ ریل وے ملازمین کو مطلوبہ مدت کے لیے نوٹس دے کر یا نوٹس کے بدلے مذکورہ مدت کے لیے ان کی تنخواہ ادا کر کے ان کی خدمات کو ختم کرنے کا اختیار دیتے ہیں۔مذکورہ قواعد کی صداقت کے بارے میں سوال سے نمٹتے ہوئے، اکثریت کے فیصلے میں مشاہدہ کیا گیا کہ جو شخص مستقل عہدے پر فائز ہے اسے دو مستثنیات کے ساتھ خدمت میں جاری رہنے کا حق حاصل ہے۔پہلی رعایت ریٹائرمنٹ کی قاعدہ کے سلسلے میں تھی۔اور دوسرا لازمی ریٹائرمنٹ کے اصول کے حوالے سے تھا۔اکثریت کے فیصلے نے اس موقف کو قبول کیا کہ ریٹائرمنٹ کی عمر طے کرنے والا

قاعدہ جو کسی خاص زمرے میں آنے والے تمام سرکاری ملازمین پر لاگو ہوتا ہے بالکل آئینی تھا کیونکہ یہ سرکاری ملازمین پر یکساں طور پر لاگو ہوتا ہے جو اس کے دائرہ کار میں آتے ہیں اور یہ زندگی کی توقع، سرکاری ملازمین کی ذہنی صلاحیت جیسے عمومی تحفظات پر مبنی ہے جس میں وہ زیر شرائط حالات جس کے تحت کام کرتے ہیں اور اپنے کام کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہیں۔ وہ کسی ایڈہاک بنیاد پر طے نہیں ہوتے ہیں اور ان میں کسی صوابدیدی کا استعمال شامل نہیں ہوتا ہے۔ دوسری رعایت کو ریز رویشن کے ساتھ اکثریت کے فیصلے سے تصدیق کی گئی کہ لازمی ریٹائرمنٹ کے قوانین درست ہوں گے اگر ریٹائرمنٹ کی مناسب عمر طے کی جائے ،تو وہ سرکاری ملازم کی لازمی ریٹائرمنٹ کی اجازت دیتے ہیں، بشرطیکہ اس نے کم سے کم مدت ملازمت رکھی ہو۔ اور اس اصول کی تصدیق کرتے ہوئے، ایک واضح تحفظات بنایا گیا تھا کہ اگر لازمی ریٹائرمنٹ کا قاعدہ کسی مستقل ملازم کو اس کے کیریئر کے ابتدائی مرحلے میں ریٹائر کرنے کی اجازت دیتا ہے، تو یہ سوال کہ آیا ایسا قاعدہ درست ہوگا یا نہیں اس پر مناسب موقع پر غور کرنا پڑ سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، اس نظریے کی قبولیت کہ لازمی ریٹائرمنٹ کے قوانین درست تھے اور اس عام اصول سے مستثنیٰ ہے کہ مستقل ملازم کی خدمات کے خاتمے کا مطلب آرٹیکل 311(2) کے معنی میں اس کی برطرفی ہے، مطلق نہیں لیکن اہل تھا۔

اس مرحلے پر یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ اکثریت کے فیصلے میں یہ تحفظہ کیوں کیا گیا۔

موتی رام ڈیکا (1) کے معاملے میں جس سوال کا فیصلہ ہونا تھا اس میں لازمی ریٹائرمنٹ کی حکمرانی کا کوئی حوالہ نہیں تھا۔ لیکن اس قاعدے کی توثیق کی حمایت میں دلیل اس بنیاد پر آگے بڑھی کہ اس عدالت کے پچھلے فیصلے جن میں لازمی ریٹائرمنٹ کے متعلقہ قوانین کی صداقت کو برقرار رکھا گیا تھا، اس دلیل کی منطقی طور پر حمایت کرتے ہیں کہ

اعتراض شدہ قواعد 148 (3) اور 149 (3) بھی درست تھے، اور اس دلیل نے اس عدالت کے لیے مذکورہ فیصلوں کا جائزہ لینا اور یہ فیصلہ کرنا ضروری بنا دیا کہ آیا ان فیصلوں کے دوران کیے گئے مشاہدات اس دلیل کی حمایت کرتے ہیں کہ قواعد 148 (3) اور 149 (3) درست تھے۔ آیئے ان میں سے کچھ فیصلوں کا مختصر حوالہ دیتے ہیں۔

شیام لال، بمقابلہ ریاست یو پی اور یونین آف انڈیا، () جس آرٹیکل کا جائزہ لیا گیا تھا وہ سول سروس ریگولیشنز کا 465-اے تھا۔ مذکورہ آرٹیکل کے نوٹ 1 نے حکومت کو یہ مکمل حق دیا کہ وہ کسی بھی افسر کو بغیر کوئی وجہ بتائے 25 سال کی خدمت مکمل کرنے کے بعد سبکدوش کر دے، اور بشرطیکہ اس کے تحت لازمی طور پر سبکدوش ہونے والے سرکاری ملازم کی طرف سے خصوصی معاوضے کا کوئی دعوی نہیں کیا جا سکتا؛ یہ آرٹیکل درست قرار دیا گیا تھا۔

ریاست بمبئی بمقابلہ سوبھاگ چند ایم دوشی میں، (2) جس اصول پر غور کیا گیا تھا وہ بمبئی سول سروسز رولز کا 165-اے تھا جس میں سوراشٹر حکومت نے ترمیم کی تھی۔ اس اصول نے حکومت کو 25 سال کی کوالیفائنگ سروس یا 50 سال کی عمر مکمل کرنے کے بعد سرکاری ملازم کو ریٹائر کرنے کا ایسا ہی حق دیا، اور اس نے حکومت کو اجازت دی کہ وہ سرکاری ملازم کو بغیر کوئی وجہ بتائے اور اسے خصوصی معاوضے کا دعوی کرنے کا حق دیے بغیر لازمی طور پر ریٹائر ہونے کے لیے کہے۔ قاعدے میں مزید واضح کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے دیے گئے حق کا استعمال اس وقت کے علاوہ نہیں کیا جائے گا جب کسی سرکاری ملازم کی مزید خدمات جیسے کہ نااہلی یا بے ایمانی کی وجہ سے اسے ختم کرنا عوامی مفاد میں ہو۔ اس اصول کو بھی برقرار رکھا گیا۔

اس کے بعد اس دلیل کی طرف لوٹتے ہوئے جسے موتی رام ڈیکا (3) کے معاملے میں چیلنج کیے گئے ریلوے قواعد کے جواز کی حمایت میں زور دیا گیا تھا، ماہر ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل کی طرف سے لیا گیا موقف یہ تھا کہ متنازعہ قواعد کو برقرار رکھنا۔ پہلے کے فیصلے کافی حد تک اس بنیاد پر آگے بڑھے تھے کہ کسی مستقل سرکاری ملازم کی خدمات کو قبل از وقت ختم کرنا ہر معاملے میں آئین کے آرٹیکل 311 (2) کے معنی میں اسے ہٹانے کے مترادف نہیں ہوگا، اور اسی طرح مذکورہ فیصلوں کا حوالہ دینا ضروری ہو گیا جو لازمی ریٹائرمنٹ کے سوال سے متعلق تھے، حالانکہ لازمی ریٹائرمنٹ کا مسئلہ موتی رام ڈیکا (3) کیس میں عدالت کے فیصلے میں نہیں آتا تھا۔

موتی رام ڈیکا (3) کیس میں اکثریت کے فیصلے کے ذریعے اپنایا گیا نقطہ نظر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ عدالت اس سوال کا جائزہ لینے کے لیے تیار نہیں تھی کہ آیا لازمی ریٹائرمنٹ کے حوالے سے متعلقہ قواعد جو برقرار رکھے گئے تھے وہ درست تھے یا نہیں۔ اکثریت کے فیصلے کے رجحان سے پتہ چلتا ہے کہ منطقی طور پر، یہ ماننا مسلسل ہوگا کہ کسی مستقل سرکاری ملازم کی خدمات کا قبل از وقت خاتمہ آرٹیکل 311 (2) کے تحت اسے ہٹانے کے مترادف نہیں ہوگا، صرف اس صورت میں جب اس طرح کا خاتمہ ریٹائرمنٹ کے عام اصول کے تعین کا نتیجہ ہو۔ دیگر تمام معاملات میں جہاں ایک مستقل سرکاری ملازم کو لازمی طور پر ریٹائر ہونے کے لیے کہا جاتا ہے چاہے وہ اس کی نااہلی، نااہلی، یا بے ایمانی کی وجہ سے ہو، منطقی طور پر یہ تجویز کیا جا سکتا ہے کہ اس طرح کی لازمی ریٹائرمنٹ آرٹیکل 311 (2) کے تحت ہٹانا ہے۔ لیکن 1953 کے بعد سے، جب ستیش چندر آنند بمقابلہ یونین آف انڈیا (1) کے معاملے کا فیصلہ اس عدالت نے کیا تو ایسا لگتا ہے کہ فیصلوں کا ایک مسلسل سلسلہ ہے جس نے لازمی ریٹائرمنٹ کے حوالے سے قواعد کی صداقت کو برقرار رکھا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ستیش چندر آنند کا معاملہ وہ تھا جہاں

ایک شخص کو حکومت ہند نے وزارت محنت کے ریسیٹلمنٹ اینڈ ایمپلائمنٹ ڈائریکٹوریٹ میں پانچ سالہ معاہدے پر ملازمت دی تھی۔لیکن اس فیصلے میں کچھ مشاہدات کیے گئے تھے اور لازمی ریٹائرمنٹ کے سوال سے متعلق بعد کے فیصلوں میں بھی اسی طرح کے مشاہدات کیے گئے تھے۔موتی رام ڈیکا کے (2) کیس میں اکثریت کے فیصلے میں یہ نظریہ اختیار کیا گیا کہ کسی ایسے مسئلے کو دوبارہ کھولنا نامناسب اور غیر معقول ہوگا جس کا احاطہ عدالت کے کئی سابقہ رپورٹ شدہ فیصلوں میں کیا گیا تھا۔اس کے علاوہ، مذکورہ فیصلوں میں شامل نقطہ موتی رام ڈیکا کے معاملے میں براہ راست پیدا نہیں ہوا۔اس کے باوجود، اکثریت کے فیصلے میں احتیاط کا ایک نوٹ شامل کیا گیا کہ اگر لازمی ریٹائرمنٹ کا کوئی قاعدہ حکومت کو اپنے کیریئر کے ابتدائی مرحلے میں کسی مستقل سرکاری ملازم کی خدمات کو ختم کرنے کا اختیار دیتا ہے،تو اس طرح کے اصول کی صداقت کے بارے میں سوال کا جائزہ لینا پڑ سکتا ہے۔اس طرح اس نظریے کو قبول کرتے ہوئے کہ لازمی ریٹائرمنٹ کے اصول کو درست سمجھا جاسکتا ہےاور عام اصول سے مستثنیٰ قرار دیا جاسکتا ہے کہ کسی مستقل سرکاری ملازم کی خدمات کا خاتمہ آرٹیکل 311 (2) کے تحت اسے ہٹانے کے مترادف ہوگا،اس عدالت نے ایک رائیڈر شامل کیا اور یہ بالکل واضح کر دیا کہ اگر خدمت کی کم از کم مدت جو متعلقہ قوانین کے ذریعے مقرر کی گئی تھی جو پہلے کے فیصلوں کے ذریعے برقرار رکھی گئی تھی وہ 25 سال تھی،تو اسے اس طرف سے غیر معقول طور پر کم نہیں کیا جاسکتا۔دوسرے لفظوں میں، اکثریت کا فیصلہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ جس چیز نے فیصلے کو متاثر کیا وہ یہ حقیقت تھی کہ لازمی ریٹائرمنٹ کے اصول کے ذریعہ کافی بڑی تعداد میں سال مقرر کیے گئے تھے جو کہ خدمت کی کم از کم مدت کو تشکیل دیتے ہیں جس کے بعد ہی مذکورہ اصول کو نافذ کیا جا سکتا ہے۔لہذا،ہمیں ایسا لگتا ہے کہ مسٹر بھنڈاری صحیح ہیں جب وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ موجودہ آرٹیکل جو خدمت کی کم از کم مدت کو 10 سال تک کم کرتا ہے،موتی رام ڈیکا (1) کے معاملے میں اعلان کردہ اکثریت کے فیصلے کی روشنی میں چیلنج کے لیے کھلا ہے۔

اس سلسلے میں اس بات پر زور دینے کی ضرورت نہیں ہے کہ ریاست کی موثر انتظامیہ کے لیے یہ بالکل ضروری ہے کہ مستقل سرکاری ملازمین کو مدت ملازمت کے تحفظ کا احساس حاصل ہو۔ آرٹیکل 311(2) مستقل سرکاری ملازمین کو جو تحفظ فراہم کرتا ہے وہ اس سے زیادہ نہیں ہے کہ اگر اس کا مقصد انہیں برخاست کرنا، ہٹانا یا عہدے سے کم کرنا ہے تو انہیں ان کے سلسلے میں کی جانے والی مجوزہ کارروائی کے خلاف وجہ بتانے کا معقول موقع دیا جانا چاہیے۔ مدت ملازمت کے لیے ضمانت کے دعوے کا مطلب بے ایمان، بدعنوان، یا ناکارہ سرکاری ملازمین کے لیے مدت ملازمت کی ضمانت نہیں ہے۔ دعوی صرف اس بات پر زور دیتا ہے کہ انہیں ہٹائے جانے سے پہلے، مستقل سرکاری ملازمین کو اس چارج کو پورا کرنے کا موقع دیا جانا چاہیے جس پر انہیں ہٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لہذا، ایسا لگتا ہے کہ آرٹیکل 311(2) کے ذریعہ فراہم کردہ تحفظ کے دائرہ کار اور اثر سے نمٹنے میں صرف دو مستثنیات کو درست سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر کسی مستقل سرکاری ملازم کو اس بنیاد پر ریٹائر ہونے کے لیے کہا جاتا ہے کہ وہ ریٹائرمنٹ کی عمر تک پہنچ گیا ہے جو معقول طور پر طے کی گئی ہے، تو آرٹیکل 311(2) لاگو نہیں ہوتا، کیونکہ ایسی ریٹائرمنٹ نہ تو برخاستگی ہے اور نہ ہی سرکاری ملازم کو ہٹانا۔ اگر کوئی مستقل سرکاری ملازم لازمی طور پر ان قوانین کے تحت ریٹائر ہو جاتا ہے جو ریٹائرمنٹ کی معمول کی عمر کا تعین کرتے ہیں اور معقول حد تک طویل مدت کے لیے اہل خدمت فراہم کرتے ہیں جس کے بعد صرف لازمی ریٹائرمنٹ کا حکم دیا جا سکتا ہے، تو یہ دوبارہ آرٹیکل 311(2) کے تحت برخاستگی یا برطرفی کے مترادف نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ اس عدالت کے فیصلوں کے طویل سلسلے کا اثر ہے۔ لیکن جہاں ایک مستقل سرکاری ملازم کو لازمی طور پر ریٹائر کرنے کا اختیار ریاست کے پاس محفوظ رکھتے ہوئے، ایک قاعدہ وضع کیا جاتا ہے جس میں ریٹائرمنٹ کی مناسب عمر مقرر کی جاتی ہے، اور ایک اور قاعدہ شامل کیا جاتا ہے جو ریاست کو مستقل سرکاری ملازم

کو اس کی 10 سال کی خدمت کے اختتام پر لازمی طور پر ریٹائر کرنے کا اختیار دیتا ہے، ہمارے خیال میں، اسے آرٹیکل 311(2) سے باہر نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس طرح کے اصول کے تحت ایک مستقل سرکاری ملازم کی خدمت کا خاتمہ، اگرچہ اسے لازمی ریٹائرمنٹ کہا جاتا ہے، اصل میں، آرٹیکل 311(2) کے تحت ہٹانا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خدشہ ظاہر کیا گیا تھا کہ لازمی ریٹائرمنٹ کے قوانین مقرر کردہ کم از کم مدت ملازمت کو کم کر سکتے ہیں جس کے بعد سرکاری ملازم کے خلاف لازمی ریٹائرمنٹ پر مجبور کیا جا سکتا ہے کہ موتی رام ڈیکا (1) کے معاملے میں اکثریت کے فیصلے نے واضح طور پر اشارہ کیا کہ اگر ایسی صورتحال پیدا ہوتی ہے تو اس اصول کی صداقت کا جائزہ لینا پڑ سکتا ہے، اور ایسا کرتے ہوئے، متنازعہ اصول کو اس عدالت کے پہلے فیصلوں سے تحفظ حاصل کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ہے جس میں خدمت کی کم از کم اہلیت کی مدت 25 سال یا سرکاری ملازم کی عمر 50 سال مقرر کی گئی تھی۔ لہذا ہم مطمئن ہیں کہ مسٹر بھنڈاری کا یہ دعوی درست ہے کہ موتی رام ڈیکا (1) کے معاملے میں اکثریت کے فیصلے کا اثر واضح طور پر یہ ہے کہ اعتراض شدہ آرٹیکل 9.1 آئین کے آرٹیکل 311(2) کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اسے کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔

نتیجہ یہ ہے کہ درخواست کامیاب ہو جاتی ہے اور آرٹیکل 9.1 جیسا کہ گورنر پنجاب نے 19 جنوری 1960 کو جاری کردہ نوٹیفکیشن کے ذریعے ترمیم کی تھی، کو کالعدم قرار دے کر مسترد کر دیا جاتا ہے۔ نتیجتاً، مدعا علیہ نمبر 2 کی طرف سے درخواست گزار کے خلاف 25 مارچ 1963 کو جاری کردہ نوٹس کو منسوخ کیا جانا چاہیے۔

اس عرضی کو خارج کرنے سے پہلے ہمیں یہ بھی شامل کرنا چاہیے کہ مدعا علیہان نے ہمارے سامنے یہ استدعا نہیں کی کہ رٹ پٹیشن آرٹیکل 32 کے تحت مجاز نہیں تھی اور یہ

کہ درخواست گزار کے لیے دستیاب مناسب علاج آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت پنجاب ہائی کورٹ میں دائر کی گئی عرضی تھی۔ یہ ممکنہ طور پر ہے، کیونکہ جواب دہندگان زیر بحث ضابطوں میں اعتراض شدہ مضمون کی صداقت کے بارے میں سوال پر اس عدالت سے فیصلہ لینے کے لیے بے چین تھے۔ اس لیے ہم یہ واضح کریں گے کہ موجودہ رٹ پٹیشن میں ہمارے فیصلے کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہم نے مؤقف اختیار کیا ہے کہ موجودہ جیسی پٹیشن آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت مجاز ہے۔

اس کیس کے حالات میں، درخواست گزار جواب دہندگان 1 اور 2 سے اپنے اخراجات کا حقدار ہے۔

درخواست کی اجازت دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.04.02 15:04
I attest to the accuracy and integrity of this document